دینی مدرسوں کا کردار؟

سلیم یزدانی

دینی مدرسوں کا کردار ہر دور میں قرآن وسنت کے مطابق رہا ہے اور مدرسوں کا نظام اتنا ہی قدیم ہے جتنا خود اسلام ہے، وقت کے ساتھ ساتھ اس میں تغیر وتبدل ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہنا چاہیے، سب سے پہلی دانش گاہ اصحاب صفہ کا وہ مدرسہ تھا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کی تعلیم وتربیت فرماتے تھے اور وہاں سے تربیت یافتہ صحابہ کو دور دراز کے علاقوں میں اسلام کی تعلیم دینے کے لیے روانہ کیا جاتا تھا۔ اصحاب صفہ میں اکثریت غریب اور مسکین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی تھی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔

ساری دنیا میں جہاں مسلمان گئے وہ مدرسوں کے نظام کو کسی نہ کسی شکل میں اپنے ساتھ لے گئے جہاں مسلمانوں نے مسجد بنائی وہاں مدرسہ خود بخود وجود میں آیا۔ آج مغربی ملکوں میں اور امریکا میں بھی اسلامک سینٹر اور مساجد وہی کردار ادا کر رہے ہیں۔ برصغیر میں جب انگریز سات سمندر پار آ کر قابض ہوئے تو مدرسوں نے اسلامی تہذیب، تعلیم اور معاشرت کو مغرب کی یلغار سے بچانے میں اہم کردار ادا کیا۔ مدرسوں میں جن طلباء وطالبات کی تعلیم وتربیت کا انتظام ہوتا ہے اُنہیں کسی قسم کا معاوضہ ادا نہیں کرنا پڑتا، کتابوں، لباس، طعام اور رہائش کا سارا انتظام مدرسے کی انتظامیہ کرتی ہے۔ پاکستان میں دینی مدرسوں کی تعداد چھ سات ہزار ہے اور ان میں بارہ تیرہ لاکھ طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں یہ مدرسے کسی طرح حکومت پر بوجھ نہیں بنتے۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ مدرسوں نے معاشرے کی اصلاح اور ترویج دین میں ہمیشہ مثبت کردار ادا کیا ہے۔ ۹/۱۱ کے المناک واقعہ کے بعد یہ سوچ نمایاں ہوئی کہ دینی مدرسے انتہا پسندی، دہشت گردی میں ملوث ہیں اور جہادی کلچر کو انہی مدرسوں میں فروغ حاصل ہو رہا ہے اس کی ایک بڑی وجہ یہ رہی ہے کہ جس زمانے میں روس نے افغانستان میں مداخلت کی اور اپنی افواج وہاں لے آیا تو افغانیوں نے اُس کی شدید مخالفت کی اور مزاحمت کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا اس قضیے میں امریکا اپنے مفادات کے تحفظ اور کمیونزم کے خلاف پالیسی کی بدولت ان گروپوں کی مدد کے لیے آگے آ گیا جو مزاحمت کر رہے تھے۔ امریکا ایک سپر پاور ہے اُس نے افغانی مزاحمت کاروں کو اسلحہ فراہم کیا، پیسہ دیا، پلاننگ فراہم کی اور پاکستان کو اس کام کے لیے پوری اسٹریٹیجک سپورٹ دی۔

روس کمیونسٹ ملک اور لادین قوتوں کی بڑی علامت تھا اس لیے افغانستان اور پاکستان دونوں ملکوں نے روسی یلغار کو اسلام کے خلاف جارحیت تصور کیا اور روس کے خلاف جنگی کارروائیوں کو جہاد قرار دے دیا گیا، مزاحمت کار مجاہد

کہلائے جانے لگے اور جنگ افغانستان، جہاد افغانستان قرار پائی۔ جب جہاد کی فضا قائم ہوگئی تو بہت سے مدرسے اُن کے استاد اور طالب علم فعال ہو گئے۔ اُس وقت امریکا سمیت کسی کو اس پر اعتراض نہیں تھا بلکہ وہ اسلامی جذبے کے تحت لڑی جانے والی جنگ کو بالکل صحیح تصور کر رہے تھے اُن کی ہر طرح کی مدد کر رہے تھے، ہزاروں مجاہدین کو دوسرے عرب مسلمان ملکوں سے بھرتی کر کے یہاں لایا جا رہا تھا اور امریکا اس عمل میں ہر طرح کا تعاون کر رہا تھا، جب امریکا کا مقصد حاصل ہو گیا افغان جہاد کے نتیجے میں روس کی کمیونسٹ ایمپائر کا خاتمہ ہو گیا تو وہ افغانستان سے نکل گیا۔ افغانستان میں اقتدار کی جنگ شروع ہوگئی، اُس وقت افغانستان میں مدرسوں کے طلباء ملا عمر کی قیادت میں منظم ہوئے، انھوں نے ماضی کے متحارب مجاہدین کو مار بھگایا اور اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ اس میں اور بھی کئی اندرونی اور بیرونی عوامل کام کر رہے تھے جن کی تفصیل یہاں دینا اس مقالے کا موضوع نہیں ہے کیونکہ افغانستان میں طالبان نے مذہبی حکومت قائم کر دی تھی اس لیے امریکا کے لیے یہ بات باعث تشویش تھی کیونکہ افغانستان میں موجود مقامی اور بیرونی قوتیں جہاد کے جذبے کو اسرائیل کے خلاف منظم کر رہی تھیں اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ افغانستان میں عرب مجاہدین کی ایک بڑی قوت تھی اور فلسطینی عربوں پر اسرائیلی مظالم اور ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ کے دوران عرب علاقوں پر اسرائیلی قبضہ اور اُن علاقوں کو خالی کرنے سے انکار، اسرائیل کے خلاف جہادی جذبات ابھار رہا تھا، یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ اسرائیل یہ سب کچھ اس لیے کر رہا ہے کہ امریکا کی حمایت اُسے حاصل ہے چنانچہ ۹/۱۱ کا واقعہ اس وجہ سے ہوا کہ کچھ لوگ غم وغصہ میں امریکا کو اس کی اسرائیل کے حق میں جا بے جا حمایت کی سزا دینا چاہتے تھے، اُس سے انتقام لینا چاہتے ہیں جن لوگوں نے ۹/۱۱ کے واقعے میں عملی حصہ لیا اُن کا مدرسوں سے دور دور کا تعلق نہیں تھا خود اُسامہ بن لادن کسی دینی مدرسے کا پڑھا لکھا ہوا نہیں ہے وہ جدید تعلیم سے آراستہ ہے لیکن ہر مسلمان خواہ وہ مدرسے کا پڑھا ہوا ہو یا نہ ہو وہ اپنی دینی ذمہ داریوں کو نہ بھی سمجھتا ہو لیکن جب اُسے یہ احساس دلایا جاتا ہے کہ دین کو خطرہ ہے تو وہ جان کا نذرانہ بھی دینے سے پیچھے نہیں ہٹتا، یہ ضرور ہے کہ مدرسوں کے طلبا نے طالبان تحریک میں بڑا اہم کردار ادا کیا تھا اس کی نظیر نہ تو ماضی میں ملتی ہے اور نہ اب موجود ہے۔

۹/۱۱ کے واقعہ کو طالبان تحریک اور جہادی کلچر کا نتیجہ سمجھ لیا گیا حالانکہ واضح طور پر یہ اسرائیلی مظالم کے خلاف ایک ردعمل کا نتیجہ تھا اور اس واقعے سے امریکا والوں اور اُن کی حکومت کو یہ پیغام دینا تھا کہ "ہمیں برباد کر کے تم بھی محفوظ نہیں رہ سکو گے" اُس کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوا ہے۔

مغرب اور امریکی حکومت نے مدرسوں کے کردار اور وہاں دی جانے والی تعلیم کو غیر حقیقی انداز میں سمجھا ہے ان مدرسوں میں نہ تو یہودی مذہب کے خلاف تعلیم دی جاتی ہے اور نہ عیسائیت کے خلاف جہاد کرنے کو کہا جاتا ہے، ان مدرسوں میں صدیوں سے محبت، ملنساری، احترام آدمیت کی تعلیم دی جارہی ہے اگر مغرب والے یا امریکا یا اپنے آپ کو روشن خیال کہنے والے یہ سمجھتے ہیں مسلمان اپنے قرآنی کردار کو بدل دیں گے تو وہ بہت بڑی غلطی کر رہے ہیں۔

اسلام امن وسلامتی اور خیر کا علمبردار ہے مسلمان کو یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ وہ ظالم کا ساتھ نہ دے خواہ وہ اس کا ہم

مذہب ہی کیوں نہ ہو یا اُس کا ہم وطن اور رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، مدرسوں میں سیاسی جلسے نہیں ہوتے، علمائے کرام دین کی کامرانی اور اسلام کی اشاعت کے لیے کام کرتے ہیں، وہ طلبا کے ذہن اس طرح بناتے ہیں کہ وہ اچھے مسلمان اور اچھے شہری ثابت ہوں۔ عمومی طور پر مدرسوں میں طلبا کو قتال کی تعلیم نہیں دی جاتی لیکن یہ اُنہیں ضرور بتایا جاتا ہے کہ قتال کی اگر ضرورت پڑ جائے تو انہیں اس دینی فریضے کو ادا کرنا ہے لیکن یہ سب کچھ دینی مدرسوں کے طلبا پر ہی موقوف نہیں ہے، یہ ذمہ داری ایک عام مسلمان کی بھی ہے اور یہ ہر مسلمان جانتا ہے یہ اُس کے خون میں موجود ہے کہ اگر اُسے اللہ کے لیے جہاد کے لیے بلایا جائے تو وہ ہنسی خوشی ایسا کرے گا۔ یہ جو باتیں کی جارہی ہیں کہ مدرسوں کا نصاب بدلا جائے گا تو اس سے کیا ہوگا، کیا انگریزی پڑھانے سے جغرافیہ پڑھانے سے کلاسوں میں کمپیوٹر رکھ دینے سے مدرسوں کا نصب العین بدل جائے گا، طلبا میں کوئی تبدیلی آ جائے گی، معاشرے اس طرح کی کوششوں سے تبدیل نہیں ہوتے اور نہ ذہنوں میں تبدیلی آتی ہے، انسان کو اُس کا دماغ کنٹرول کرتا ہے اور مسلمان بچے کے ذہن پر پہلی آواز جو ریکارڈ ہوتی ہے وہ اذان ہے یہ آواز قبر تک اُس کی رہنمائی کرتی ہے اُس کو بتاتی رہتی ہے وہ کون ہے۔ اگر کچھ لوگ اپنے ذاتی نظریات رکھتے ہیں اور انہیں اسلامی نظریات یا قرآنی فکر بنا کر پیش کرتے ہیں تو وہ اسلامی سوچ نہیں ہوسکتی، قرآن صرف مسلمان سے مخاطب نہیں ہے یہ تمام بنی نوع انسان کے لیے خیر کا پیغام ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام بنی نوع انسان کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔ جس دہشت گردی سے مغرب اور امریکا آج خوفزدہ ہیں یہ اسلام کی پیداوار نہیں ہے، یہ سیاسی نظریات اور مفادات رکھنے والے گروہوں اور انتہا پسندوں نے متعارف کرائی ہے، عرب ۱۹۴۸ء بلکہ اُس سے پہلے سے یہودیوں سے قومی جنگ لڑ رہے ہیں، وہ یہودیت سے جنگ نہیں کر رہے ہیں اسرائیل یہودیوں کا ملک ہے اور یہودی ریاست نے ایک دہشت گرد ریاست کا روپ دھار لیا ہے عربوں کے اندر یہودیوں کے خلاف نفرت کے جذبات شدید ہیں اس لیے اسرائیل کے خلاف سیاسی طور پر اُنہیں کھڑا کرنا آسان ہے۔

مدرسوں میں دینی تعلیم دی جاتی ہے وہاں سیاسی عزائم نہیں ہوتے اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ کچھ مذہبی تنظیمیں جو سیاسی عزائم بھی رکھتی ہوں اور مدرسے بھی چلاتی ہوں تو وہ سیاسی اعتبار سے عالمی منظرنامے کو دیکھتی ہوں لیکن یہ کہنا کہ سارے دینی مدرسوں میں دہشت گردی کی تعلیم دی جاتی ہے، خلافِ واقعہ بات ہوگی، عراق میں ابوغریب جیل میں قیدیوں کے خلاف جو غیرانسانی سلوک ہوا تھا تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ پوری امریکی قوم ایسی ہے اُس میں کچھ امریکی ملوث ہوئے تھے۔ مدرسوں کی تنظیم نو کوئی بری بات نہیں وہاں جدید علوم کی تعلیم دینا اچھی بات ہے اور میں کئی مدرسوں سے واقف ہوں جہاں جدید تعلیم دی جاتی ہے اُنھوں نے تو بہت پہلے سلیبس کو وقت کے تقاضوں کے مطابق بنادیا ہے۔

☆☆☆